سوال

ی شرا (423)

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وکالت وبیرسٹری جومحکمہ جات عدالت وفوجداری میں مروج ہے، کیاگورنمنٹ انگریزی کیاریاست حیدرآباد وغیرہ جائز ہے یانہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کالت کی تین صورتیں ہیں :

1۔ وکالت امور معلوم الجواز والحقیۃ میں، یعنی ایسے امور میں جن کووکیل جانتاہوکہ یہ امور شرعاً جائز وحق ہیں۔

2۔ وکالت امور معلوم عدم الجواز والبطلان میں، یعنی ایسے امور میں جن کووکیل جانتاہوکہ یہ امور شرعاً باطل وناجائز ہیں۔

3۔ وکالت امور غیر معلوم الجواز والبطلان میں، یعنی ایسے امور میں جن کووکیل نہیں جانتاہوکہ یہ امور شرعاً جائز وحق ہیں۔ یاناجائز وناحق۔

ل صورت جائز ہے اور دوسری وتیسری صورت ناجائز۔ پہلی صورت کے جواز کی دلیل ہے۔

ا عَلَى البِرِّ وَالتَّقوىٰ...٢... سورة المائدة

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو''

مَن يَشفَع شَفـٰعَةً حَسَنَةً يَكُن لَهُ نَصيبٌ مِنها...٨٥... سورة النساء

سفارش کرے گا، اچھی سفارش، اس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوگا''

حمد وابوداود عن عبداللہ بن عمر مرفوعا من خاصم فی باطل وہو یعلمہ لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتی ینزع "[1]

ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیاہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے :: جس نے جانتے بوجھتے ہوئے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تووہ اللہ کی ناراضی میں رہے گا، حتی کہ اس سے باز آجائے''

عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال : قلت : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماالعصبیۃ؟ قال : ((ان تعین قومک علی الظلم))[2]

ہے۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عصبیت کیاہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کہ تواپنی قوم کے لوگوں کی مدد کرے، حالانکہ وہ ظلم پرہوں''

بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ قال : خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال : ((خیرکم المدافع عن عشیرتہ مالم یاثم))[3]

الیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیااور فرمایا : تم میں بہتر وہ شخص ہے جواپنے قبیلے کادفاع کرے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو''

بادۃ بن کثیر الشامی عن اہل فلسطین عن امراۃ منہم یقال لہا فسیلۃ انہا قالت : سمعت ابی یقول : سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! امن العصبیۃ ان یحب الرجل قومہ؟ قال : ((لا ولکن من العصبیۃ ان ینصر الرجل علی (الظلم))[4] (مشکوۃ ، باب الشفاعۃ فی الحدود فصل ثانی وباب المد

نے روایت کیاہے۔ عبادہ بن کثیر الشامی اہل فلسطین سے روایت کرتے ہیں، وہ فسیلہ نامی اپنی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہاکہ میں نے اپنے باپ کویہ کہتے ہوئے سناکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیایہ بھی عصبیت ہے کہ

ری صورت کی ناجوازی کی دلیل ہے :

وَلا تَقفُ ما لَيسَ لَكَ بِهِ عِلمٌ...٣٦... سورة الإسراء

س چیز کاپیچھا نہ کر جس کاتجھے کوئی علم نہیں''

دوابن ماجہ عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ((القضاۃ ثلاثۃ)) واحد فی الجنۃ واثنان فی النار فاما الذي في الجنۃ فرجل عرف الحق فقضیٰ بہ ورجل عرف الحق فجار فی الحکم فہو فی النار ورجل قضی للناس علی جہل فہو فی النار))[6] (مشکوۃ، باب العمل فی القضاء والخوف منہ فصل ثانی)

ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیاہے۔ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہاکہ رسول اللہ نے فرمایا : حاکم تین طرح کے ہیں : دودوزخی اور ایک جنتی، جس حاکم نے حق والے کاحق پہچان لیااور اسی کے مطابق فیصلہ بھی کیا، وہ حاکم جنتی ہے اور جس حاکم نے حق والے کاحق توپہچان لیا، لیکن فیصلہ اس کے مطابق نہیں

دیث میں جووعید ہے، اگرچہ قضا علی جہل میں وارد ہے، یعنی اس قاضی کے بارے میں جوحق وناحق کی تحقیق نہیں کرتااور یوں ہی انڈ کا سنڈ فیصلہ کردیاکرتاہے، لیکن اصل معصیت جومناط وعید ہے، یعنی بلا تحقیق حق وناحق کے ایک جانب کاطرفدار ہوجانا، یہ امر اس قضا اور صورت ثالثہ وکالت دونوں میں مشترک

ان علی خصومۃ لایدري احق ام باطل فہو فی سخط اللہ حتی ینزع))[7] (مشکوۃ شریف باب الحدود فصل ثانی)

سی جھگڑے پر اعانت کی جب کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق ہے یا باطل تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اس سے دست کش ہو جائے) کی بالخصوص صحت یا عدم صحت معلوم نہیں، کیونکہ بیہقی یہاں موجود نہیں ہے کہ اس میں اس کی سند دیکھ کر کچھ حکم لگایا جائے، لیکن اس کے مضمون کی تائید دوسرے اور

---

[1] مسند أحمد (۲/ ۷۰) سنن أبي داوَد، رقم الحديث (۳۵۹۷)

[2] الحدیث (۵۱۱۹) اس کی سند میں "بشیر الد مشقی" راوی ضعیف ہے۔

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (۵۱۲۰) یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام ابو داود رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "أيوب بن سويد ضعيف"

[4] مسند أحمد (۴/ ۱۰۷) سنن ابن ماجہ، رقم الحديث (۳۹۴۹) اس کی سند میں "عباد بن كثير" راوی متروک ہے۔ درحقیقت یہ وہی حدیث ہے، جو اوپر واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزری ہے۔

[5] المصابيح (۳/ ۶۴)

[6] سنن أبي داود، رقم الحديث (۳۵۷۳) سنن الترمذي، رقم الحديث (۱۳۲۲) سنن ابن ماجہ، رقم الحديث (۲۳۱۵) سنن النسائی الكبرىٰ (۳/ ۴۶۱) المستدرک (۴/ ۹۰) بلوغ المرام (۱۳۹۷)

[7] شعب الإيمان (۵) یہ صحیح ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب البیوع، صفحہ: 640

محدث فتویٰ